خیبر پختونخواہ میں دینی مدارس کی رجسٹریشن پر تحفظات

قاضی حبیب الرحمان

خیبر پختونخواہ کی صوبائی حکومت نے صوبہ کے تمام تعلیمی بورڈز کی وساطت سے دینی مدارس کی رجسٹریشن کے سلسلے میں 10 صفحات پر مشتمل پر فارما تمام مدارس کوارسال کیا ہے۔اس کی تشہیر اخبارات کے ذریعے بھی کی گئی اور مدارس کے ذمہ داران کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ایک ماہ کے اندر تمام کوائف پر وفارما میں پر کر کے متعلقہ بورڈز کے اکیڈمک برانچ میں پہنچادیں۔اس سلسلہ میں صوبائی وزیر مذہبی امور کی جانب سے نجی ٹی وی کو دیئے گئے انٹرویو میں اس بات کی وضاحت کی گئی کہ اٹھارویں ترمیم کے بعد رجسٹریشن اور دیگر بہت سے اختیارات صوبائی حکومت کے پاس ہیں ،اس لیے مدارس کو بھیجا جانے والا رجسٹریشن کا پروفارما وزارت مذہبی امور کی جانب سے ہے۔جونیشنل ایکشن پلان کے تحت بننے والے ادارے نیکٹا کی میٹنگ میں ہونے والے فیصلے کے مطابق صوبائی وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر تمام مدارس کے کوائف حاصل کرنے اور رجسٹریشن کے لیے جاری کیا ہے،لیکن وزارت مذہبی امور کے پاس اسٹرکچر نہ ہونے کی وجہ سے مجوزہ کام محکمہ تعلیم کے حوالے کر دیا گیا ہے،اس طرح صوبہ خیبر پختونخواہ کے محکمہ تعلیم اوراس صوبہ کے جملہ تعلیمی بورڈز کو یہ کام سونپ دیا گیا،انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں پانچ وفاقوں کے ذمہ دران کو اعتماد میں لیا گیا ہے۔صوبائی وزیر نے مزید کہا کہ ہم نے صوبہ میں دس ماڈل دینی مدارس بھی قائم کر دیے ہیں،جن میں پانچ طلبہ اور پانچ طالبات کے لیے ہونگے۔ان اداروں میں طلبہ اور طالبات کو انٹرمیڈیٹ تک عصری اور دینی تعلیم دی جائے گی۔انہوں نے کہا کہ ہمیں مدارس کی رجسٹریشن کے سلسلے میں مشکلات پیش آرہی تھیں اس لیے ہم نے ان مدارس کو تعلیمی بورڈز کے ساتھ منسلک کر دیا۔

اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان (کے پی کے) کے صوبائی ناظم مولانا حسین احمد نے صوبائی حکومت کی جانب سے دینی مدارس کی رجسٹریشن کے طریقہ کار پر شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے قانون سازی کے بغیر دینی مدارس کی تعلیمی بورڈز کے ساتھ رجسٹریشن کو حکومت کا غیر سنجیدہ طرز عمل قرار دیتے

ہوئے مسترد کر دیا، اور کہا کہ صوبائی حکومت نے اس سلسلے میں ہمیں اعتماد میں نہیں لیا۔ انہوں نے صوبے کے تمام ضلعی مسئولین کو تعلیمی بورڈز کی جانب سے جاری کردہ فارموں پر کارروائی نہ کرنے کی ہدایت کی ہے۔

ذیل میں ہم دینی مدارس کی رجسٹریشن کے حوالے سے اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے خدشات کا جائزہ کر رہے ہیں، اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ان تحفظات پر سنجیدگی سے غور کر کے مدراس میں پائی جانے والی بے چینی کو دور کرے۔

۱۔ مدارس کی رجسٹریشن ایک حکومتی عمل ہے جس کو ذمہ دران مدارس نے اپنے اداروں کے لیے مفید قرار دیا ہے۔ اس وقت ہزاروں مدارس 1860ء کے سوسائٹی ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہیں لیکن 1994 میں حکومت نے نئے مدارس کی رجسٹریشن پر پابندی لگائی ہے۔ اس کی وجہ دینی مدارس کی طرف سے رجسٹریشن سے انکار نہیں۔ بلکہ حکومت کی جانب سے عائد کردہ پابندی تھی جس کے باعث ہزاروں دینی مدارس کی رجسٹریشن اور تجدید کی درخواستیں سوسائٹی ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ کرانے والے دفاتر میں فیصلوں کے انتظار میں سرخ فیتے کا شکار چلی آ رہی ہیں۔

۲۔ اٹھارویں ترمیم کے تحت رجسٹریشن ایک صوبائی معاملہ ہے مدارس کی رجسٹریشن کے سلسلے میں سوسائٹیز ایکٹ کا قانون آج تک موجود ہے جس میں 2005ء میں ترمیم کی بھی ہوئی ہے جس کے مطابق محکمہ صنعت وحرفت مدارس کی رجسٹریشن کرتا ہے۔ اس قانون کی تبدیلی کے لیے قومی اور صوبائی اسمبلیوں سے رجوع نہیں کیا گیا جس کے تحت محکمہ صنعت وحرفت کے بجائے محکمہ تعلیم کے ساتھ مدارس کی رجسٹریشن ہو سکے۔ کیونکہ مدارس کے اکابرین کا بھی مطالبہ ہے کہ مدارس کی رجسٹریشن محکمہ تعلیم کو سونپ دی جائے، لیکن مذکورہ پرانے قانون کے ہوتے ہوئے محکمہ تعلیم کے ساتھ رجسٹریشن ممکن نہیں ۔ اگر حکومت مدارس کی رجسٹریشن محکمہ تعلیم کے ساتھ کرانے میں سنجیدہ ہے تو خیبر پختونخواہ کی صوبائی اسمبلی فی الفور قانون سازی کر کے مدارس کی رجسٹریشن محکمہ تعلیم کے ساتھ کروانے کے لیے رکاوٹ ختم کرے۔

۳۔ تعلیمی بورڈز کی جانب سے بھیجا جانے والا پرفاما وفاقی وزارت مذہبی امور کی جانب سے جاری کردہ ہے۔ اگر مدارس کی رجسٹریشن محکمہ تعلیم نے کرنی ہے تو متعلقہ محکمہ ہی رجسٹریشن فارم جاری کرنے کا پابند ہے۔ وزارت مذہبی امور کے رجسٹریشن فارم پر محکمہ تعلیم کی رجسٹریشن چہ معنی دارد؟

۴۔ تعلیمی بورڈ کی جانب سے ارسال کردہ موجودہ رجسٹریشن فارم مجوزہ ہے فارم ڈائزئن کرتے وقت اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ اس لیے مجوزہ فارم کو مدارس کے ذمہ داران کے ساتھ شیئر کر کے ان کی

بعض جائز ترمیمات کو تسلیم کیا جائے۔

۵۔ محکمہ تعلیم کے حکام کے ساتھ یکم نومبر 2017ء کو ایک اجلاس ہو چکا ہے جس میں مدارس کے نمائندوں نے رجسٹریشن کا طریقہ کار, اسناد کی ایکویلینسی کا معاملہ، نصاب و نظام تعلیم، نظام امتحانات، مدارس کی تعطیلات اور دیگر کئی امور ابھی تک طے نہیں ہوئے۔تمام معاملات پر اتفاق رائے کے بعد ہی رجسٹریشن کا عمل بہتر ہوگا۔

۶۔ وہ مدارس جن کی رجسٹریشن اس سے قبل 1860ء کے سوسائٹیز ایکٹ کے تحت محکمہ صنعت وحرفت کے ساتھ ہو چکی ہے نئی صورت حال میں ان کی پوزیشن کیا ہوگی؟

۷۔ ماڈل دینی مدارس دراصل آزاد دینی مدارس کو ناکام بنانے اور ایک متوازی نظام بنانے کی کوشش ہے اگر حکومت دینی تعلیم دینے میں سنجیدہ ہے تو تمام سرکاری سکولز، کالجز اور یونیورسٹیوں میں دینی تعلیم دینے کا آغاز کرے۔

۸۔ ہزاروں دینی مدارس کا الحاق تعلیمی بورڈز کے ساتھ کرنے پر ان اداروں پر اضافی بوجھ پڑے گا۔جس کے لیے وزارت تعلیم نے ابھی تک کوئی حکمت عملی نہیں بنائی۔

۹۔ حکومت آغا خان بورڈ کی طرح پانچوں وفاقوں کو بورڈز کا درجہ دے کر مدارس کو مین سٹریم میں بھی لا سکتی ہے۔

ہماری دیانت دارانہ رائے یہ ہے کہ اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ محکمہ تعلیم کے ساتھ مدارس کی رجسٹریشن کے اصولی فیصلے پر قائم ہے اور موجودہ حالات میں اسے مدارس کے حق میں بہتر تصور کرتی ہے۔اس لیے اختلافی امور کو باہمی مشاورت کے ذریعے حل کرنے کی ضرورت ہے۔تاہم مدارس کے ذمہ داران کی جانب سے رجسٹریشن کے سلسلے میں ابہامات دور کرانے اور اہل مدارس کے تحفظات کی روشنی میں اصلاح کی کوشش کر کے رجسٹریشن کا مسئلہ خوش اسلوبی سے طے کیا جا سکتا ہے۔کیونکہ مدارس کی جانب سے اٹھنے والی یہ آواز مبنی بر حقیقت ہے جس پر ٹھنڈے دل اور دماغ کے ساتھ غور وفکر کی ضرورت ہے۔

☆☆☆